مفتی محمد تبریز عالم قاسمی، استاذ دارالعلوم حیدر آباد (انڈیا)

خواتین کی تعلیم و تربیت

انسان جب زیورِ تعلیم سے آراستہ ہوتا ہے تو واقعی وہ انسان ہوتا ہے، ہر زمانے میں تعلیم یافتہ حضرات کی قدر و قیمت رہی ہے۔ تعلیم کے بغیر ترقی و عروج کی خواہش، بے بنیاد خواہش ہے۔ انسان کی نافعیت کے لیے، دینی تعلیم اسلامی تربیت، ایمانی شائستگی اور انسانی عادات و آداب کی اتنی ہی ضرورت ہے جتنی ضرورت مچھلی کے لیے پانی کی ہے۔ تعلیم وہ نسخہ کیمیا ہے جس سے مردوں کی مسیحائی عمل میں آسکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ احادیث میں دینی تعلیم کے حصول کی افادیت و اہمیت کی بہت تاکید کی گئی ہے۔

خداوند قدوس نے دنیا کو آباد رکھنے کے لیے حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ حضرت حواء علیہا السلام کو بھی پیدا فرمایا اور پھر ان دونوں سے نسل انسانی کا سلسلہ شروع ہوا اور ایک تناسب سے مرد و خواتین کی تخلیق ہوتی رہی۔ مکلّف بن جانے کے بعد دونوں کی ذمہ داریاں الگ الگ طے کر دی گئیں۔ مردوں کو بطورِ خاص خارجی معاملات کا نگراں بنایا گیا جب کہ عورتوں کو اندرونِ خانہ معاملات کا ذمہ دار بنایا گیا اور اسے تاکید کی گئی کہ اس کی عزت و آبرو اور اخروی فلاح و بہود چراغِ خانہ بنے رہنے میں مضمر ہے اور اس کا شمعِ محفل بننا اسلام کو پسند نہیں۔ اسی لیے خالقِ کائنات نے عقائد، عبادات، معاملات، معاشرت اور اخلاقیات ان سب کا مکلّف جیسے مردوں کا بنایا ہے۔ ویسے ہی عورتوں کو بھی اس کا مخاطب بنایا ہے۔ اسی لیے علم کا حصول دونوں ہی صنفوں پر فرض قرار دیا گیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ علم کے جو ذرائع ہیں یعنی انسان کے ظاہری حواس، عقل و فہم اور دوسرے انسانوں سے استفادہ کی صلاحیت مردوں میں بھی پائی جاتی ہیں اور عورتوں میں بھی۔

جہاں اس امر کا انکار اسلامی نقطۂ نظر سے ناممکنات میں سے ہے کہ مردوں کے لیے اتنا علم اور اتنی دینی تعلیمات بے حد ضروری ہیں جن سے وہ دین پر صحیح طور سے عمل پیرا ہو سکیں اور شریعت کے مطالبات کو روبہ عمل لا کر نگاہِ شریعت میں معتبر بن سکیں، وہیں یہ بھی حقیقت ہے کہ عورتوں کے لیے دینی تعلیم و تربت سے آگاہ ہونا اور دینی تعلیم کو زیور سے آراستہ ہونا آئندہ کی دائمی حیات کے لیے ناگزیر ہے اور اسی دینی تعلیم و تربیت کو روبہ عمل لا کر ایک عام قومی بیداری اور اجتماعی شعور کو ترقی دینے کا خواب شرمندۂ تعبیر ہو سکتا ہے۔ چوں کہ عورت کے کئی رنگ ہیں کبھی وہ رحمت کی شکل میں بیٹی کا روپ لیے ہوتی ہے تو کبھی پیاری بہن، کبھی کسی کی شریک حیات ہوتی ہے تو کبھی ماں کی شکل میں شجر سایہ دار۔ اس لیے اس کی ذمہ داری کچھ زیادہ ہی بڑھ جائی ہے اور اس کے لیے زیورِ تعلیم کی قیمت، سونے چاندی سے بھی بڑھ جاتی ہے۔ چونکہ اسلام سے قبل عورتوں کی تعلیم کی طرف توجہ نہیں دی جاتی تھی اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑکیوں کی تعلیم و تربیت کرے اور اس پر دل کھول کر خرچ کرے تو (بیٹی) اس کے لیے جہنم سے نجات کا ذریعہ ہوگی، المعجم الکبیر

للطبرانی ۱۰۴۴۷) امام بخاری نے تعلیم نسواں کے سلسلے میں ایک پورا باب ہی قائم کیا ہے۔ باب عظة الامام ، النساء و تعلیمهن، حضور علیہ الصلاۃ والسلام جیسے صحابہ کرام کو پند ونصیحت کیا کرتے تھے ویسے ہی صحابیات کے درمیان بھی تبلیغ دین فرمایا کرتے تھے۔

ایک بیٹی رحمت اسی وقت بن سکتی ہے جب کہ اس کا قلب اسلامی تعلیمات کی روشنی سے منور ہو، وہ فاطمی کردار وگفتار کا پیکر ہو۔ ایک عورت مرد کے لیے شریک حیات کی شکل میں روحِ حیات اور تسکینِ خاطر کا سبب اسی وقت بن سکتی ہے جب کہ اس کا دل سیرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے سرشار ہو۔ وہ ایک مشفق اور ہر درد کا درماں ،مصائب کی گرم ہواؤں میں نسیم صبح کی صورت میں ”ماں“ اسی وقت ثابت ہوسکتی ہے جب کہ اس کی گود بچے کے لیے پہلا اسلامی مکتب ثابت ہو۔ وہ بھائیوں کی محبتوں کا مرکز وملجا اسی وقت ہوسکتی ہے جب کہ اس کے جذبات واحساسات ویسے ہوجائیں جیسے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے جذبات اپنے بھائی حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد اُمت کے سامنے آئے۔

اسلامی زندگی کے سفر میں نام نہاد مغربی تعلیم وتہذیب کے دھوکہ دینے والے چراغ کافی نہیں ہیں، بلکہ اس سفر کی منزلِ مقصود تک پہنچنے کے لیے اسلامی تعلیمات کے روشن ستاروں سے نسبت رکھنا بے حد ضروری ہے۔ مغربی تہذیب کے چراغ کسی بھی وقت بجھ سکتے ہیں لیکن اسلامی تعلیمات کے ستاروں کی ضیا پاشی اور تابندگی کی بقاءِ حیات ایک زندہ جاوید حقیقت ہے۔

عصر حاضر اور ہماری کوتاہیاں:

لیکن آج تعلیم گاہوں اور دینی تعلیمات کے متعدد ذرائع کے موجود ہونے کے باوجود دینی تعلیم سے بے رغبتی اپنی انتہا کو پہنچی ہوئی ہے۔ جس مذہب نے دینی تعلیم کو تمام مردوں عورتوں کے لیے فرض قرار دیا ہو اور جس مذہب میں علم وحکمت سے پر قرآن جیسی عظیم کتاب موجود ہو اور جس مذہب کی شروعات ہی ”اقرأ“ یعنی تعلیم سے ہوتی ہو اسی مذہب کے ماننے والے دینی تعلیم کے میدان میں سب سے پیچھے ہیں اور اگر بات عورتوں کی مذہبی تعلیم کی، کی جائے (نہ کہ محض عصری ومغربی تعلیم کی) تو معاملہ حد سے تجاوز ہوتا ہوا نظر آتا ہے۔ کہتے ہیں کہ ماں کی گود بچوں کے لیے پہلا مکتب ہوتا ہے اب اگر ماں ہی دینی تعلیم سے بیزار ہو تو اندازہ کرنا مشکل نہیں کہ بچے پر کیا اثرات پڑیں گے۔ آج خواتین کو قرآن وحدیث کے مطالعہ کی فرصت نہیں، نتیجتاً وہ اپنے بچوں کے لیے بھی اس حوالے سے متفکر نہیں ہوتیں۔ عورتوں کا بہت بڑا طبقہ ایسا ملے گا جسے سیرت رسول ﷺ کی موٹی موٹی باتیں معلوم نہیں، طہارت وعبادت بالخصوص نماز کی بجا آوری تو دور کی بات ان کے مسئلہ سے تشویش ناک حد تک ناواقفیت ہے، حقوقِ والدین، حقوقِ زوج اور دیگر چھوٹے بڑے افرادِ خانہ کے حقوق سے غفلت روز افزوں ہے۔ نوبت بایں جا رسید کہ ٹھوس اسلامی تعلیمات سے دوری نے مسلم خواتین کو یہ منفی سبق پڑھایا کہ پردہ آزادیِ نسواں کے لیے سدِ راہ ہے اور نام نہاد ترقی کا دشمن ہے اور اس کا چراغِ خانہ ہونا قدامت پسندی ہے اسے جدیدیت

کا لبادہ اوڑھ کر شمعِ محفل بن جانا چاہیے، مضبوط دینی تعلیمات سے لاعلمی نے ساس بہو کے جھگڑے پید کردیے، دینی تعلیمات سے اجتناب نے طلاق کی شرح میں اضافہ کردیا، دینی تعلیمات سے بے گانگی نے بڑے بوڑھوں کی خدمت کو کارِ ثواب کے بجائے کارِ زحمت بنادیا، بقدرِ ضرورت دینی تعلیمات سے بُعد اور مغربی تعلیمات سے قُرب نے مسلمان خواتین کو امورِ خانہ داری انجام دینے کے بجائے آفس، ہوٹلوں اور ہسپتالوں میں استقبالیہ (Reception) کی زینت بنادیا۔ دینی تعلیمات سے صرفِ نظری نے پڑوسیوں کے حقوق کی ادئیگی کے بدلے لڑائی جھگڑے کے طور طریقے سکھلا دیے۔ الغرض اسلامی زندگی کے جس موڑ پر آپ اسلامی روح کو تڑپتے ہوئے دیکھیں گے اس کا نتیجہ دینی تعلیمات کا زندگی میں نہ ہونا پائیں گے۔ علامہ اقبال نے کہا تھا ''وجودِ زن سے ہے تصویرِ کائنات میں رنگ'' اس سے کیسا وجود مراد ہے؟ کیا اسلامی اور دینی تعلیمات کی روح سے یکسر خالی مغربی وجودِ زن؟ آج ہر طرف عصری اور مغربی علوم کا غلغلہ ہے، اسلام اس کی راہ میں حائل نہیں ہوتا ہاں! مگر اتنی بات ضرور ہے کہ دینی تعلیم کو فراموش کر کے عصری تعلیم میں بالکلیہ لگ جانا اسلام کو پسند نہیں، اسلام اسے قابل اصلاح سمجھتا ہے۔

آج دینی تعلیم کی ضرورت جتنی مردوں کو ہے اس سے کہیں زیادہ عورتوں کو ہے۔ عورت کا قلب اگر دینی تعلیمات سے منو ہو تو اس چراغ سے کئی چراغ روشن ہو سکتے ہیں۔ وہ دین دار بیوی ثابت ہو سکتی ہے، وہ ہر دل عزیز بہو بن سکتی ہے اور نیک شفیق ساس ہو سکتی ہے، وہ اپنے بچوں کی معلم اوّل ہو سکتی ہے۔ وہ خاندانی نظام کو مربوط رکھ سکتی ہے، معاشی تنگی کو خوش حالی سے بدل کر معاشی نظام مضبوط کر سکتی ہے، وہ شوہر کے مرجھائے اور افسردہ چہرے پر گل افشانی کر سکتی ہے، میخانے کو مسجد اور بت خانے کو عبادت خانہ بنا سکتی ہے، اولاد کو جذبۂ جہاد سے سرشار کر سکتی ہے۔ الغرض دینی تعلیم یافتہ عورت وہ سب کچھ بہت آسانی سے کر سکتی ہے جو اسلام چاہتا ہے اور اگر معاملہ اس کے برعکس ہو جائے تو منفی نتیجہ کیسا خوف ناک ہوگا، اندازہ کرنا مشکل نہیں اور دینی تعلیم سے بے انتہاء غفلت عورت کو شیطان بنا دیتا ہے۔

لائق توجہ پہلو:

ضرورت اور وقت دونوں اس امر کے متقاضی ہیں کہ تعلیم نسواں کے حوالے سے مزید بیداری پیدا کی جائے اور اس کی جانب سنجیدگی سے توجہ دی جائے لیکن اس سلسلے میں یہ امر بھی لائق توجہ ہے کہ عورتوں اور لڑکیوں کو تعلیم کے لیے محفوظ مقامات اور تعلیم گاہیں ہوں۔ عورتوں کی تعلیم کے لیے سب سے محفوظ اور ہر طرح کی برائیوں سے پاک جگہ خود اس کا گھر ہے گھر میں ایسا انتظام اگر مشکل ہو تو غیر اقامتی اسکول اور مدرسے ہیں جہاں صرف لڑکیوں کو ہی تعلیم دی جاتی ہو اور تعلیم دینے والا تدریسی عملہ عورتوں پر ہی مشتمل ہو۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ عالم اسلام کی معروف ہستی اور متبحر عالم دین حضرت مولانا و مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ العالی کی کتاب ''ہمارا تعلیمی نظام'' سے ایک اقتباس نقل کر کے مضمون ختم کیا جائے لکھتے ہیں۔

''تعلیم نسواں ایک مستقل چیز ہے اور مخلوط تعلیم ایک جداگانہ چیز ہے۔ ان دونوں کو ایک دوسرے کے ساتھ خلط

وہی بے دین اور بے حمیت یورپ زدہ لوگ کرتے ہیں جو فروغ تعلیم نسواں کی آڑ میں مخلوط تعلیم کو فروغ دینا اور عام کرنا چاہتے ہیں۔

اسلامی تعلیمات کی حدود میں رہ کر تعلیم نسواں کو زیادہ عام کرنا چاہیے تا کہ نئی نسل اعلیٰ اخلاق و کردار کی مالک بن سکے مگر معاشی اعانت کے لیے عورتوں کی تعلیم کو ذریعہ بنانا غیر فطری بھی ہے اور غیر اسلامی بھی۔ اس لیے کہ قرآن حکیم، بیوی بچوں کی کفالت کا ذمہ دار، مرد کو قرار دیتا ہے۔ اسلامی تعلیمات کی رو سے عورت کی ذمہ داری شرعی فرائض ادا کرنے کے بعد تمام جائز اور مباح امور میں شوہر کی اطاعت کرنا، اس کی حوائج اور سامان راحت و آسائش کو مہیا کرنا ہے، تا کہ بچے اور شوہر تفریح کے لیے گھر سے باہر جانے کی ضرورت ہی محسوس نہ کریں۔

آگے لکھتے ہیں:

''لڑکیوں کا نصابِ تعلیم، نظامِ تعلیم اور معیارِ تعلیم مذکورہ بالا مقاصد کے تحت مرتب و مدون اور مردوں سے بالکل الگ اور جداگانہ ہونا چاہیے...... اگر تعلیم نسواں سے اس کے صحیح فوائد حاصل کرنے ہیں تو مخلوط تعلیم کو ختم کرنا قطعی لازم ہے، اس لیے کہ مخلوط تعلیم تو اسلامی روح کے بھی قطعی منافی ہے اور ذہنی و فکری آسودگی اور اخلاقی پاکیزگی کے لیے بھی سمِ قاتل ہے اس کی اجازت کسی صورت میں بھی نہیں دی جا سکتی ہے۔'' (ہمارا تعلیمی نظام ص: ۳۲)

اللہ تعالیٰ ہمیں دینی تعلیم کے حصول کی توفیق دے اور ہمیں یہ سمجھنے کی بھی توفیق دے کہ ہماری اخروی و دنیوی بلکہ اخلاقی، معاشرتی، معاشی اور تعلیمی فلاح و بہبود کا راز اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے میں ہی مضمر ہے۔ اس کے علاوہ سب نفس کا دھوکہ ہے اس کا فائدہ عارضی اور وقتی ہے ہم اسے سمجھیں، شریعت یہی چاہتی ہے، وقت یہی چاہتا ہے، سب سے بڑھ کر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہی چاہتے ہیں۔　　　　(مطبوعہ: ماہنامہ دارالعلوم، دیوبند، انڈیا، جنوری ۲۰۱۵ء)

☆......☆......☆

ماہانہ مجلس ذکر و اصلاحی بیان
ابن امیر شریعت
حضرت پیر جی
سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم
(امیر مجلس احرار اسلام پاکستان)
26 مارچ 2015ء
جمعرات بعد نماز مغرب
دارِ بنی ہاشم
مہربان کالونی ملتان
نوٹ: ہر انگریزی ماہ کی آخری جمعرات کو بعد نمازِ مغرب مجلسِ ذکر و اصلاحی بیان ہوتا ہے
الداعی سید محمد کفیل بخاری ناظم مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان 061-4511961